ننھیال میں گزرے دن

تحریر اور تصاویر : شنکر

ترجمہ : حیدر جعفری سید

چلڈرن بک ٹرسٹ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

بچوں کا ادبی ٹرسٹ

ننھیال میں گزرے دن

راجہ میرا پیار کا نام تھا، اصلی نام نہیں۔ لیکن مجھے اپنا یہ ہی نام اچھا لگتا تھا۔ جب میں بہت چھوٹا تھا تب ہی میری والدہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ اور میرے والد مجھے میرے نانا، نانی کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ جنھوں نے بہت پیار سے میری پرورش کی۔

ہم ایک بڑے گھر میں رہتے تھے لیکن ہمارا خاندان چھوٹا سا تھا۔ نانا، نانی، ماموں اور میں۔ ہمارے اور بہت سے رشتے دار بھی تھے لیکن وہ سب ہی الگ الگ رہتے تھے۔

میرے نانا خوب لمبے تگڑے انسان تھے وہ ہمیشہ بلند آواز میں بولتے تھے۔ وہ گاؤں میں ہر ایک سے واقف تھے۔ سب لوگ ان کی عزّت کرتے تھے اور ان کے پاس صلاح مشورے کے لیے آتے تھے۔

نانی بہت شفیق اور نرم دِل تھیں۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی تھیں۔ ہر وقت سائے کی طرح ساتھ لگی رہتیں۔ کبھی کہتیں "بیٹا، یہ دودھ پی لو" کبھی "ارے بھئی کھانا تو کھالو" یا "اب نہانے کا وقت ہو گیا ہے" یا "اچھا اب سو جاؤ" مجھے یہ اچھا نہیں لگتا تھا لیکن پھر بھی میں ان سے بہت محبت کرتا تھا۔

باغ میں چڑیاں چہچہاتیں، تتلیاں اُڑتیں۔ شہد کی مکھیاں بھی تھیں۔ بہت سے تالاب تھے جن میں طرح طرح کی مچھلیاں بھی تھیں۔ بگلے، چڑیاں، سارس اور دوسری آبی چڑیاں تالاب میں مچھلیاں پکڑنے آیا کرتیں۔

احاطے کی ایک جانب ایک چھوٹا سا جنگل تھا جہاں خودرو پیڑ، جھاڑیاں، بیلیں اُگا کرتیں۔ چھوٹے سے جنگل میں گیدڑ، نیولے، جنگلی بلیاں اور اُلّو وغیرہ بھی رہتے تھے۔

ہمارے یہاں بہت سی گائیں، بیل اور سانڈ بھی تھے۔ بچھڑے دن بھر باغ میں قلانچیں مارتے پھرتے تھے۔

مجھے باغ میں بچھڑوں کے ساتھ کھیلنا اور چڑیوں کو دیکھتے رہنا اچھا لگتا تھا۔ میں گیدڑوں کو جھاڑیوں سے نکلتے دیکھتا۔ نیولوں کے پیچھے دوڑتا۔ تتلیاں اور رینگنے والے کیڑے پکڑتا۔

میرے ماموں نوجوان تھے اور بہت ہوشیار۔ وہ کھیتوں اور باغات کی دیکھ بھال میں نانا کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ سب ہی لوگ ماموں کو چاہتے تھے۔ میں بھی اُنھیں بہت چاہتا تھا۔ جب کبھی میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا تو وہی میری مدد کے لیے آتے۔

گھر پر کوئی نہیں تھا جس کے ساتھ میں کھیلا کرتا۔ نانا کو یہ بات پسند نہ تھی کہ میں باہر جاکر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلوں انھیں یقین تھا کہ اگر میں ایسا کروں گا تو بگڑ جاؤں گا۔ دوسرے بچے ہمارے گھر آنا پسند نہیں کرتے تھے کیوں کہ وہ نانا سے ڈرتے تھے۔

لیکن پھر بھی ننھیال کی زندگی روکھی پھیکی نہیں تھی۔ مجھے اپنا گھر اور اس کے اِرد گرد بڑا سا باغ بہت اچھا لگتا تھا باغ میں بہت سے پیڑ تھے جیسے آم، ناریل، وغیرہ

جب مجھے سانپ نے کاٹا

ایک دن میں نے احاطے میں ایک چھوٹے سے سانپ کو رینگتے دیکھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو جلدی سے بھاگ کر ایک ناریل کے خول میں چھپ گیا۔ میں نے چپکے سے قریب جا کر پتھر کے ایک ٹکڑے سے خول کا منہ بند کر دیا پھر میں خول لے کر بھاگتا ہوا نانی کے پاس پہنچا میں نے کہا ”نانی، نانی، دیکھیے میں نے سانپ پکڑا ہے“۔ ”سانپ“؟۔ نانی نے ہول کر پوچھا۔ وہ سہم گئی تھیں فوراً مدد کے لیے چلّانے لگیں۔ نانا دوڑتے ہوئے آئے جب اُنھیں معلوم ہوا کہ ناریل کے خول میں ایک سانپ ہے۔ تو اُنھوں نے میُرے ہاتھ سے خول چھین کر دور پھینک دیا۔ سانپ رینگ کر جھاڑیوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔

نانا نے مجھے سمجھایا "خبر دار، پھر کبھی سانپ کے پاس مت جانا کیوں کہ سانپ بہت خطرناک ہوتے ہیں"

اُسی دن شام کو میں نے ایک بھڑ کو پکڑنے کی کوشش کی تو اُس نے انگلی میں ڈنک مار دیا بہت زور کا درد اُٹھا۔ میں دوڑ کر نانی کے پاس پہنچا اور اُنھیں بتایا کہ کسی نے مجھے کاٹ لیا ہے۔ وہ جلدی سے اس کا علاج کریں۔ نانی سمجھیں کہ مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے اُنھوں نے فوراً نانا کو آواز دی کہ وہ جلدی سے مجھے دیکھیں۔

نانا فوراً آگئے۔ اُنھوں نے میری انگلی دیکھی جس پر نیلا نشان تھا۔ وہ جھٹ مجھے گود میں اٹھا کر باہر بھاگے۔ وہ باغ اور دھان کے کھیت پار کرتے ہوئے بھاگتے رہے اور ہمارے گھر سے کافی دوری پر ایک چھوٹے سے مکان کے سامنے جا کر رُکے۔ وہاں اُنھوں نے اس شخص کو پکارا جو وہاں رہتا تھا۔

ایک سفید بالوں والے بڑے میاں گھر سے باہر آئے۔

وہ سانپ کے کاٹے کا علاج جانتے تھے۔ نانا نے کہا "اِسے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ آپ اس کا علاج کر دیجیے" بڑے میاں مجھے اندر لے گئے۔

اُنھوں نے میری انگلی دیکھی اور بولے "چپ بیٹھے رہو۔ ہلنا ڈلنا مت" میں نانا کی گود میں بیٹھ گیا۔ بڑے میاں نے پیتل کے برتن سے تھوڑا سا پانی نکالا اور ہمارے سامنے بیٹھ کر منتر پڑھنے شروع کیے۔

میں اُن سے کہنا چاہتا تھا کہ سانپ نے نہیں بلکہ ایک بھڑ نے مجھے کاٹا ہے لیکن نانا نے مجھے کس کر پکڑ رکھا تھا اور اُنھوں نے مجھے بولنے ہی نہیں دیا۔ اُس وقت تک میری نانی بھی کئی اور لوگوں کے ساتھ وہاں آچکی تھیں وہ سب بہت غمگین نظر آرہے تھے۔ وہ کھڑے ہوئے خاموشی سے مجھے دیکھتے رہے۔

اُس وقت تک انگلی کا درد. رفع ہو چکا تھا پھر بھی مجھے وہاں بیٹھنا پڑا تاکہ سانپ کاٹے کی مکمل جھاڑ پھونک ہو جائے۔

چند منٹ بعد بڑے میاں اُٹھے۔ اُنھوں نے میری انگلی دھوئی اور تھوڑا سا پانی پینے کے لیے دیا۔ اُنھوں نے مجھے کچھ دیر اور خاموش رہنے کی ہدایت کی۔ پھر نانا سے کہا "خدا کا شکر ہے کہ آپ انھیں وقت پر یہاں لے آئے۔ اب صاحبزادے خطرے سے باہر ہیں۔ وہ سانپ جس نے ان کو کاٹا تھا وہ واقعی زہریلا تھا"

نانا، نانی اور سب لوگوں نے بڑے میاں کا ان کے انوکھے علاج کے لیے شکریہ ادا کیا گھر لوٹنے کے بعد نانا نے ان کے لیے بہت سے تحفے بجھوائے۔

جب میں نے پانی برسایا

بہت زوردار بارش ہو چکی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ نانا جان صندل کے پیڑ کے نیچے چنبیلی کے پودے سے پھول چُن رہے تھے۔ پیڑ کی پتیاں بارش کی بوندوں سے بوجھل تھیں۔ میں جانتا تھا کہ میں پیڑ ہلا کر پانی برسا سکتا تھا۔

جس سے نانا جان اور میں خوب بھیگ جاتے۔ مجھے تو بارش میں نہانا بہت اچھا لگتا تھا۔ ہو سکتا ہے نانا کو اچھا نہ لگے لیکن مجھے تو بہت مزہ آئے گا۔

میں چپکے سے صندل کے نیچے گیا اور اپنی پوری طاقت سے اِسے ہلایا۔ زوردار بوچھار گری۔ نانا اور میں دونوں بھیگ گئے۔ مجھے تو بہت مزہ آیا لیکن نانا کو نہیں۔ اُنھوں نے گھوم کر مجھے غضب آلود نگاہ سے دیکھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ مجھے پکڑ کر میری پٹائی کریں گے۔ اِس لیے میں بھاگا۔ وہ میرے پیچھے دوڑے۔ میں تیزی سے دوڑا۔ لیکن وہ مجھ سے زیادہ تیز دوڑے۔ وہ مجھے بس پکڑنے ہی والے تھے کہ لڑکھڑا کر گر پڑے۔ میں بھاگ کر دھان کے کھیتوں میں جا چُھپا۔ میں نے نانا کو چلّاتے ہوئے سنا کہ جب میں گھر پہنچوں گا تو وہ مجھے سبق سکھائیں گے۔

میں گھر جانا نہیں چاہتا تھا کیوں کہ مجھے ڈر تھا کہ نانا میری پٹائی کریں گے میں کھیتوں میں ہی چھپا رہا۔ اندھیرا ہوتا جا رہا تھا۔ مجھے اندھیرے میں اکیلے رہنے سے ڈر لگ رہا تھا۔ میں نے بھوت پریت کی جو کہانیاں سُنی تھیں وہ سب مجھے یاد آنے لگیں۔ میں نے کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر سر پر پیر رکھ کر گھر کی طرف بھاگا۔

میں اب بھی نانا کا سامنا کرنے سے ڈر رہا تھا اِسی لیے میں گھر میں نہیں گیا۔ میں گئوشالہ جاکر اٹاری میں چھپ گیا۔ وہاں سے میں نانا کو برآمدے میں بیٹھ کر پوجا کرتے دیکھ سکتا تھا۔

نانی میرے لوٹنے کی راہ دیکھ رہی تھیں۔ میں نہیں لوٹا تو اُنھوں نے مجھے گھر میں ہر جگہ تلاش کیا۔ وہ باغ میں بھی جاکر مجھے پکار آئیں۔ جب کہیں پتا نہ لگا تو اُنھوں نے نانا کے پاس جاکر اُن سے پوچھا۔ نانا نے اُن سے کہا "آپ اُسے گھر میں ہی ڈھونڈیے وہ کہیں چھپا ہوا ہوگا۔" نانی نے کہا "میں تو اُسے ہر جگہ ڈھونڈ آئی۔ کہیں بھی نہیں ہے"۔ اب تو نانا بھی اُٹھ کر باہر آئے اور مجھے آواز دینے لگے "راجہ، آجاؤ بیٹا۔ میں تمھیں ماروں گا نہیں"۔

میں نے اُنھیں بھی کوئی جواب نہیں دیا کیوں کہ مجھے ڈر تھا کہ وہ ماریں گے ضرور نانی غصہ ہو کر بولیں "اب وہ نہیں آئے گا۔ آپ نے اسے بھگادیا ہے۔ میں نے آپ کو کہتے سُنا تھا کہ اگر وہ گھر آئے گا تو آپ اُس کی پٹائی کریں گے۔ بے چارہ بچہ آپ ہی سے ڈر کر بھاگ گیا"۔

نانا نے نوکروں کو بلا کر مجھے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا۔ کچھ دیر بعد گھر لوٹ کر اُنھوں نے بتایا کہ مجھے تلاش نہ کر سکے۔ نانی رونے لگیں اور نانا آنگن میں ٹہلنے لگے۔

میرے گم ہونے کی خبر چاروں طرف پھیل گئی۔ خبر سُن کر پہلے ہمارے پڑوسی آئے پھر ہمارے رشتے دار، بعد میں دوسرے لوگ بھی ہمدردی کا اظہار کرنے آئے۔

نانا کو یہ بات پسند نہ آئی۔ وہ چلّائے "لڑکے کو کچھ بھی نہیں ہوا ہے وہ کہیں چھپا ہوا ہے سب لوگ یہاں بیٹھ کر بکواس کر رہے ہیں۔ کیا کوئی جاکر اُسے ڈھونڈ نہیں سکتا"۔

اُن میں سے کچھ ڈھونڈنے کے لیے باہر نکل گئے۔

اتنی دیر میں اچھی خاصی بھیڑ جمع ہو گئی۔ نانی تو میرے ملنے کے بارے میں امید کا دامن ہاتھ سے چھوڑ چکی تھیں۔ وہ لوگوں کو بتانے لگیں کہ میں کتنا اچھا لڑکا تھا۔

مجھے تلاش کرنے نکلے لوگ ناکام لوٹ آئے۔

اب تو نانی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ بھیڑ میں موجود دوسری عورتوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ گھر کے نوکر چاکر بھی اس رونے دھونے میں شامل ہو گئے۔ وہ اس طرح رو رہے تھے جیسے میں مر گیا ہوں۔

مجھے نانی پر بہت ترس آ رہا تھا اب میں باہر آنے کے لیے بے چین تھا۔

نانا ارادے کے پکّے تھے لیکن مجھے معلوم تھا کہ وہ بھی بہت دُکھی تھے لیکن اُنھوں نے امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ وہ خاندانی مندر کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور اُنھوں نے دُعا مانگی۔

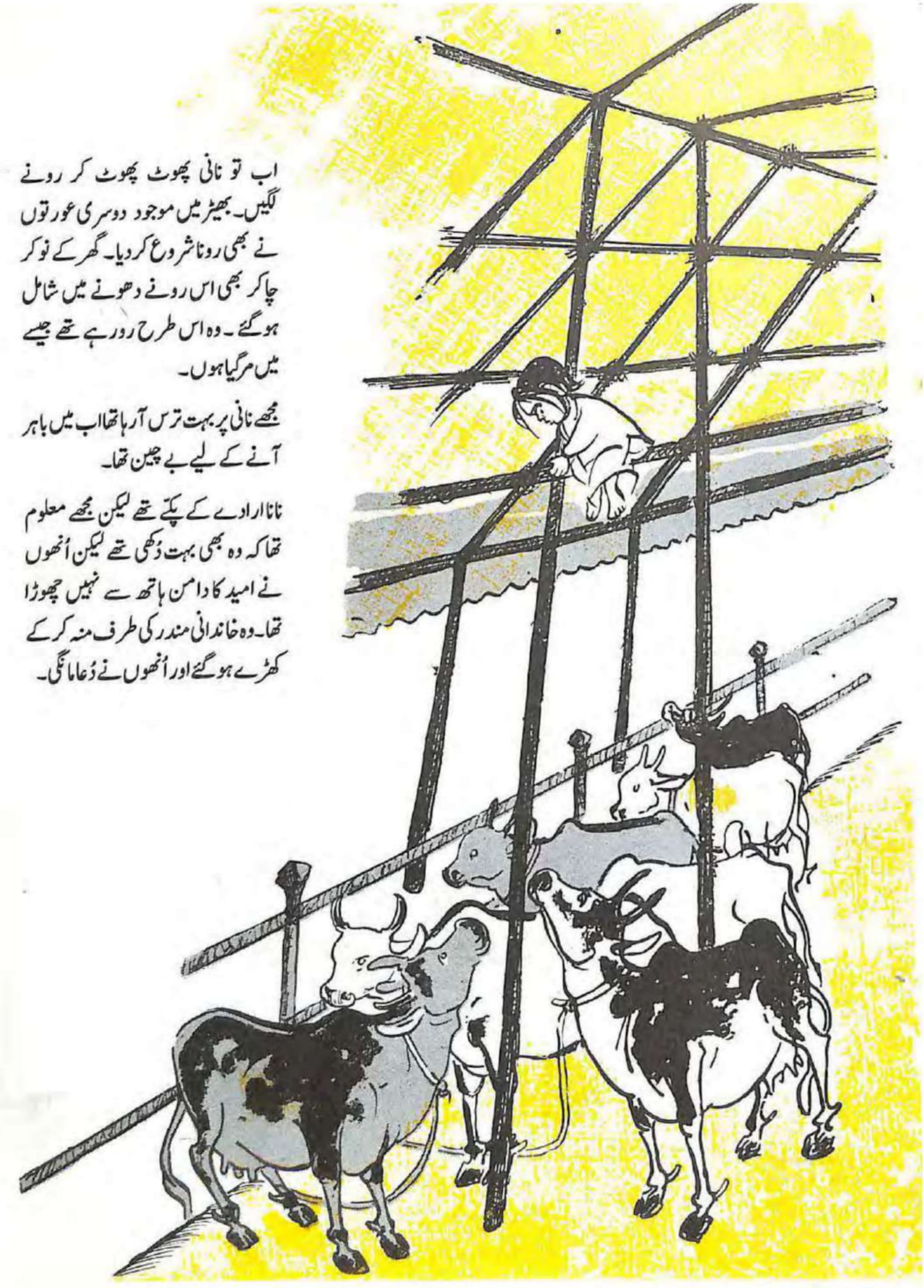

”اے ایشور! میری مدد کر! میرا بچہ مجھے واپس کر دے۔ مجھے اب اس کی ضرورت ہے۔ مجھ سے اب اور انتظار نہیں ہوتا“
پھر وہ پوجا کے لیے خاموش کھڑے ہو گئے۔

اُسی وقت ماموں گھر واپس آئے تو اُنھوں نے گھر کا سارا احوال معلوم کیا اُنھوں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور تاڑ لیا کہ میں کہاں چھپا ہوا تھا۔ اُنھوں نے گئوشالہ آ کر مجھ سے اترنے کے لیے کہا۔ میں چپ چاپ نیچے اتر آیا تو وہ مجھے گھر لے گئے۔

نانا نے ابھی ابھی پوجا ختم ہی کی تھی جیسے ہی اُنھوں نے آنکھ کھولی اُنھوں نے مجھے اپنے سامنے کھڑے ہوئے پایا اُنھوں نے خوشی سے مجھے اپنی بانہوں میں لے کر سینے سے چمٹا لیا اور کہا ”ایشور نے ہماری دُعا سن لی اور میرا بیٹا مجھے واپس لوٹا دیا۔‘

ایشور کی دین

نانا جان بہت خدا پرست اور پرہیزگار انسان تھے۔ وہ دن میں کئی بار پوجا پاٹ کرتے۔ مندروں میں جاتے اور دیوتاؤں کو چڑھاوا چڑھاتے۔

ہمارے گاؤں میں اور اس کے آس پاس کئی مندر تھے ہمارے خاندان کی خیر و عافیت کے لیے نانا جان ان میں سے کئی ایک مندروں میں پوجا کرواتے۔ ہر جمعہ کو خاص طور پر میرے لیے ایک بڑے مندر میں خاص پوجا کرواتے۔